انڈونیشیا

ماضی ـ حال ـ مستقبل

تحریر
عبدالباسط عزالدین
ترجمہ: ابوالمکرم سلفی۔ استاذ مدرسہ ریاض العلوم دہلی

انڈونیشیا کئی ناموں سے معروف تھا، چنانچہ قدیم زمانے میں اسے "نوسنتارا" کہتے تھے، یہ انڈونیشی زبان کا قدیم لفظ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں وہ جزیرے جو دو براعظموں کے درمیان واقع ہوں، چونکہ انڈونیشیا بلاد ہند اور بلاد چین کے درمیان واقع ہے اس لئے اسے اسی نام سے یاد کیا گیا۔ ایک دوسرے پہلو سے انڈونیشیا دوسری عالمی جنگ سے پہلے "مشرقی جزائر ہند" کے نام سے معروف تھا۔ "انڈونیشیا" دو الفاظ سے بنا ہے: "انڈو" جس کے معنی ہند کے ہیں اور "نیسوس" جس کے معنی یونانی زبان میں جزائر کے ہیں۔

انڈونیشیا دنیا کا سب سے بڑا مجموعہ جزائر شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ یہاں جزیروں کی تعداد تیرہ ہزار پانچ سو ستہتر (۱۳۵۷۷) ہے جن میں آباد جزیرے چھ ہزار ہیں، یہ جزیرے بحرساکن اور بحر ہند کے سنگم پر واقع ہیں اور ایشیا اور آسٹریلیا کے درمیان گزرگاہ کی حیثیت رکھتے ہیں، اس میں خشکی کا رقبہ تقریباً سات ہزار تین سو پچاس (۷۳۵۰) مربع میل ہے جو خط استوار والے جنگلات اور کوہساری علاقوں سے ڈھکا ہوا ہے، اس میں چار سو آتش فشانی پہاڑ ہیں، جن میں سو آتش فشاں ہمیشہ پکتے رہتے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا خط استوار کے زیر اثر ہے، بارش اور خشکی کے موسم یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں۔ رقبہ کا بارہ فیصد حصہ زراعتی مقاصد کے تحت استعمال ہوتا ہے جس میں تقریباً ایک کروڑ چالیس لاکھ گھرانے کام کرتے ہیں۔

انڈونیشیا کی کل آبادی چودہ کروڑ بیس لاکھ ہے، جس میں مسلمانوں کا تناسب نوے فیصد ہے باقی دس فیصد نصرانی اور بدھسٹ ہیں، مختلف قبائل کے درمیان بولی جانے والی زبانوں کی

تعداد دو سو ہے جس میں انڈونیشی زبان سرکاری زبان کا درجہ رکھتی ہے اور انڈونیشی بھاشا کے نام سے معروف ہے۔ اس کے بیشتر الفاظ اور ترکیبیں ملائی زبان سے ماخوذ ہیں اور لاطینی حروف میں لکھے جاتے ہیں، انڈونیشی زبان بالخصوص عبادات کے ضمن میں استعمال کیجانیوالی زبان عربی کے زیر اثر ہے۔ البتہ بعض عربی حروف مثلاً ص ض وغیرہ وہاں کے ابجدی حروف میں نہیں ملتے۔

انڈونیشیا پٹرول برآمد کرنے والے ممالک کی تنظیم "اوپک" کا ایک رکن ہے اس تنظیم کے ممالک کی مجموعی پیداوار کا پانچ فیصد حصہ انڈونیشیا پیدا کرتا ہے اور یہ رکن ممالک کی مجموعی آبادی کے نصف پر مشتمل ہے۔ پٹرول نکالنے کا سلسلہ یہاں سنہ ۱۹۷۰ء میں شروع ہوا، ویسے بھی انڈونیشیا کا لکڑی اور ربڑ وغیرہ کی قدرتی پیداوار میں زیادہ حصہ ہے، خط استوار کے علاقوں میں جو پیداوار ہوتی ہے اس کا بھی یہی ذمہ دار ہے۔

انڈونیشیا کی راجدھانی جاکرتا ہے جو ہالینڈ سامراج کے زمانہ میں "بتوفیا" کے نام سے معروف تھی، اس کا کل رقبہ پانچ سو بانوے مربع کلومیٹر اور آبادی ستر لاکھ کے قریب ہے، جاکرتا میں دو ہوائی اڈے بھی ہیں۔

انڈونیشیا کا طول البلد ۹۵° اور ۱۴۲° کے درمیان اور عرض البلد ۶° اور جنوب میں ۱۱° ہے یہاں تقریباً تین سو قبائل رہائش پذیر ہیں۔

انڈونیشیا میں صرف دو موسم ہوتے ہیں ایک خشکی کا موسم جو اپریل سے اکتوبر تک رہتا ہے اور دوسرا بارش کا جو نومبر سے مارچ تک رہتا ہے۔

انڈونیشیا کل نو صوبوں پر مشتمل ہے ان میں مغربی جاوا سب سے خوبصورت صوبہ تصور کیا جاتا ہے، "بوجور" اس کے اہم شہروں میں سے ایک ہے نیز جاکرتہ جو اس ملک کی راجدھانی اور بندرگاہ ہے اور انڈونیشی اور ہالینڈی فن تعمیر میں ممتاز ہے اسی صوبہ کے اندر ہے۔
دوسرا صوبہ "بالی" ہے یہ ایک جزیرہ ہے جو مشرقی جاوا کے اطراف میں واقع ہے۔

تیسرا صوبہ جنوبی [illegible] ہے جس کا صدر مقام [illegible] اوجونگ پانڈانگ ہے [illegible]
[illegible]

کہا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ مغربی سماطرہ، شمالی سماطرہ، جوکرتہ، مشرقی جاوا اور جاوہ وسطی اس ملک کے صوبے ہیں۔

انڈونیشیا کی اسی فیصد آبادی دیہی ہے، مکاتب کے اندر بچے اپنی تعلیم کا آغاز قرآن کریم کے حفظ سے کرتے ہیں۔

انڈونیشیا کو قدیم و جدید سامراج کے ساتھ ایک طویل مدت تک برسرپیکار رہنا پڑا، وہاں کا سماج ۱۵۹۵ء رہی ہے ہالینڈ سامراجیت کا شکار رہا ۱۶۰۲ء میں ہالینڈ نے مشرقی ہالینڈی ہندوستانی کمپنی کی بنیاد رکھی جس نے تجارت کو اپنے حدود اختیار میں داخل کرنا شروع کیا اور انڈونیشی باشندوں کو اس بات پر مجبور کرتی رہی کہ وہ چند مخصوص قسم کے ہی غلے پیدا کریں ۱۸۱۱ء سے ۱۸۱۴ء تک اس ملک پر برطانیہ کا قبضہ رہا، اس کے بعد ہالینڈ سامراج یہاں دوبارہ داخل ہوا، پھر دوسری عالمی جنگ میں جاپان نے اس پر قبضہ جمایا، مگر جاپان کی شکست کے بعد مغرب کی سامراجی طاقتوں نے اس ملک پر قبضہ کرنے کا باہم معاہدہ کیا، چنانچہ حلیف ملکوں کی افواج ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو جاکرتہ میں اتریں مگر اسی سال نکال باہر کی گئیں۔

کہا جاتا ہے کہ تیسری صدی عیسوی ہی سے (یعنی اسلام سے تین صدیاں پیشتر) انڈونیشیا سے عربوں کا ربط و ضبط قائم ہوا، جہاں عربوں نے جاوا اور جزائر الملوک وغیرہ، جو مصالحہ جات کے لئے نہایت مشہور علاقے تھے، کے مقامی تاجروں سے معاملت کی، یہ صورتِ حال چین کی جانب سفر کے دوران پیش آتی رہی، قدیم چینی ریکارڈ کے اندر مذکورہ حقیقت ملتی ہے، ان ریکارڈوں سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ عربوں نے ان جزائر کے اندر اور کانٹون کے اندر بھی اپنے رہائشی مکانات تعمیر کر لئے تھے، یہ واقعہ تقریباً ۳۰۰ء کا ہے۔

انڈونیشیا میں اسلام کی آمد

مورخین کے یہاں اس بارے میں اختلاف نہیں ہے کہ انڈونیشیا میں اسلام کی آمد مسلم تاجروں کی معرفت ہوئی، مگر اس سلسلہ میں اختلاف ہے کہ ملک میں اسلام کی روشنی لانے والے یہ تاجر کون تھے ہندوستانی تھے یا عرب یا ایرانی؟ تاریخی واقعات کا رجحان یہ ہے کہ اس ملک میں اسلام

عربوں کے توسط سے آیا، یہاں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس ملک میں اسلام کی آمد پہلی صدی ہجری میں ہوئی شمالی سماٹرہ کے ساحلی علاقوں نے بحیثیت مجموعی اسلام قبول کر لیا تھا نیز آتشہ میں سب سے پہلی اسلامی حکومت قائم ہوئی۔

اسلام نے انڈونیشیا کو ایک ترقی یافتہ تہذیب عطا کی جس نے انڈونیشی شخصیت کی تعمیر میں نہایت اہم رول ادا کیا، حکومت کی تعمیر اس نقطے سے کی کہ اسلام ہی زندگی کی راہ عمل ہے اور دین و دنیا کا سنگم۔

جن عرب تاجروں نے انڈونیشیا کے باشندوں کے سامنے اسلام پیش کیا وہ اسلام کی نشر و اشاعت کے اصلاً ذمہ دار نہ تھے وہ تاجر تھے، ملکی باشندوں کے ساتھ معاملت کرتے اور ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لیا کرتے تھے، البتہ اس اثنا میں اگر کوئی موقعہ آجاتا تو اسلام کی نشر و اشاعت سے دریغ بھی نہ کرتے کیوں کہ اس حقیقت پر ان کا ایمان تھا کہ دعوتِ اسلامی تمام مسلمانوں پر واجب ہے، اس کا انحصار کسی ایک متعینہ جماعت پر نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جزائر انڈونیشیا میں اسلام کی نشر و اشاعت کی رفتار سست رہی، اسلامی اسٹیٹ کے باقاعدہ قیام سے پہلے صرف انہی ساحلی علاقوں تک اسلام کی روشنی پہونچ سکی جہاں پر مسلمان تاجر قیام پذیر ہوتے تھے، اسی کا نتیجہ تھا کہ انڈونیشیا میں سب سے پہلی اسلامی اسٹیٹ تیرہویں صدی عیسوی یعنی چھٹی صدی ہجری کے بالکل اواخر میں اور اسلام کی آمد کے پانچ سو سال بعد قائم ہو سکی۔ اس دوران اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرنے والے صرف عرب تاجر ہی نہیں رہے بلکہ کچھ ہی دنوں کے بعد دیگر ممالک سے بھی داعیوں اور مبلغوں کی جماعتیں پہونچیں جنہوں نے دعوت و تبلیغ ہی کو اپنا نصب العین قرار دیا، ان کی کوششوں سے داخلی علاقے بھی اسلام کی روشنی سے منور ہوئے اور ساحلی علاقوں کو بھی مزید تقویت حاصل ہوئی۔ پندرہویں صدی عیسوی میں جب باقاعدہ اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا تو دعوت و تبلیغ کا سلسلہ اور آگے بڑھا حتیٰ کہ اٹھارہویں صدی عیسوی کے اندر اسلامی حکومتوں کا آفتاب جب مائل بغروب ہونے لگا اور ساتھ ہی مغرب کی استعمار پسند طاقتوں اور عیسائی مشنریوں کا عمل دخل بھی شروع ہو گیا تو بھی یہاں دعوتِ اسلامی کی رفتار موقوف نہیں ہوئی بلکہ مسلسل باقی رہی استعمار اور استعمار پسند طاقتوں کا مقابلہ کرنے نیز دعوت

اسلامی نے اپنا نہایت ہی موثر رول ادا کیا۔

مسجدیں اور عید گاہیں

انڈونیشیا میں ۱۳۸۹ھ کے اندر وزارت امور مذہبی کے اعداد و شمار کے مطابق رجسٹرڈ مسجدوں اور عید گاہوں کی تعداد تین لاکھ ساٹھ ہزار تک پہنچ چکی تھی، مسجدوں اور عید گاہوں کی یہ تعداد اسلامی تنظیموں یا افراد یا یہاں کے باشندوں کے حلقوں میں مسلسل بڑھتی جا رہی ہے۔ وہاں کی قدیم ترین مساجد حسب ذیل ہیں۔ (۱) مسجد "انکی" جس کی تاسیس ۲ اپریل ۱۷۱۶ء کو عمل میں آئی۔ (۲) مسجد تمبورا جس کی تعمیر ۱۱۱۸ھ میں ہوئی، (۳) مسجد منصور، ساداہ لیو جاکرتہ میں، جس کو عبد المحیط بن امیر جاکرہ جایہ عمزاد تمنکونگ نے ۱۷۱۰ء میں بنایا۔

آخر الذکر مسجد پر دوسری عالمگیر جنگ میں ہالینڈ کی فوجیں حملہ آور ہوئیں، کیونکہ الحاج محمد منصور نے اس مسجد کو استعمار کے خلاف جہاد کا مرکز بنا دیا تھا، حملہ کے بعد مئذنہ کے سرے پر انڈونیشی پرچم لہرایا گیا اور الحاج منصور گرفتار کر لیے گئے، چنانچہ وہاں کے باشندے اسے مسجد منصور کے نام سے یاد کرنے لگے۔

دینی تعلیم

انڈونیشیا کے اندر دینی تعلیم و تدریس کا آغاز ہالینڈ سامراج کے زمانہ ہی میں ہوا۔ اسی وقت سے اسلامی تعلیم نے اسلامی ذہن رکھنے والے طلبہ کو فارغ التحصیل کرنا شروع کر دیا جو مدارس سے نکلنے کے بعد اسلامی نقطۂ نظر سے دعوت و تبلیغ یا تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دیتے یا زراعت یا تجارت کے پیشے اختیار کرتے۔ ان اداروں میں دینی تعلیم و تدریس کا سلسلہ حسب سابق تاہنوز برقرار ہے۔

۱۹۰۱ء میں جاکرتہ کے اندر ایک رفاہی جمعیت کا قیام عمل میں آیا جس کے پیش نظر اسلامی سماج کے لیے فلاح و بہبود کے کام انجام دینے تھے۔ ۱۹۰۵ء میں اس جمعیت نے کئی اسلامی مدارس قائم کیے اور تدریسی مضامین کے اندر ایک ٹھوس بنیاد پر وسعت پیدا کی۔ اس جمعیت میں بلا اختلاف ہر طبقہ کے علماء، سرکاری ملازمین نیز مزدور وغیرہ سبھی شامل ہوتے، اس کے اراکین میں الحاج احمد دحلان جمعیۃ محمدیہ کے بانی بھی تھے۔ ۱۹۰۵ء میں ہالینڈ کی حکومت نے اس

رفاہی تنظیم کو چند شرائط کے ساتھ منظوری دے دی، جن میں سے ایک شرط یہ تھی کہ ضلع جاکرتہ سے باہر یہ تنظیم اپنی شاخیں قائم نہ کرے گی. ہالینڈ سامراج اسلامی اسکولوں اور اداروں کو نہایت شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتا تھا، کیوں کہ اسلام کی نشر واشاعت کے ساتھ ہی پورے ملک میں ہر ہر شہر اور ہر ہر قریہ کے اندر یہ ادارے پھیل چکے تھے، سامراجی حکومتوں نے اسلامی اسکولوں اور اداروں کے نشاط کار کو محدود کر دینا چاہا مگر وہ اس مقصد میں ناکام ہوگئیں، چنانچہ ۱۳۸۹ھ کے اعداد وشمار کے مطابق مذہبی امور کی وزارت میں درج شدہ دینی اسکولوں کی تعداد پچھتر ہزار اور پرائیویٹ اسلامی ہائی اسکول اور مکاتب کی تعداد پندرہ ہزار سے زیادہ ہوگئی، یہ تعداد معلمین کے ان مذہبی اسکولوں کے علاوہ ہے جو حکومت کے زیر اثر ہیں یا نیم سرکاری ہیں یا آزاد ہیں اور جہاں دینی اور عربی زبان وادب کی تعلیم ہوتی ہے۔

یہ وہ مدارس ہیں جو مذہبی امور کی وزارت سے باقاعدہ ایڈ لیتے ہیں، یونیورسٹیوں کی تعداد پینتالیس ہے۔ اس کے علاوہ مختلف تنظیموں، سوسائٹیوں حتی کہ شخصیتوں کے زیر اثر چلنے والے بکثرت اسلامی اسکول ہیں جو خود کفیل ہیں اور حکومت سے ایڈ نہیں لیتے۔ اسی طرح متعدد اسلامی یونیورسٹیاں خاص کر جزیرہ جوگ جاکرتہ اور دار السلطنت جاکرتہ کی اسلامی یونیورسٹی بھی موجود ہے، علاوہ ازیں ملک کے اندر پھیلی ہوئی پرائیویٹ یونیورسٹیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ نیز دسیوں ایسی تنظیمیں اور سوسائٹیاں ہیں جو اسلامی تہذیب وثقافت کی نشر واشاعت کا کام کر رہی ہیں۔ مثلاً عربک اکیڈمی، جمعیۃ الطریقۃ الاسلامیۃ للارشاد اور الجمعیۃ المحمدیہ۔

الجمعیۃ المحمدیہ

انڈونیشیا کے [illegible] ثقافت وتہذیب [illegible] افکار ونظریات اور دینی [illegible] کی تبلیغ واشاعت کے سلسلے میں جمعیۃ محمدیہ کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے، اس جمعیت کی شاخیں انڈونیشیا کے گوشے گوشے حتی کہ دور دراز دیہی علاقوں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کی تاسیس [illegible] ۱۸ نومبر ۱۹۱۲ء [illegible] تحریک آزادی کے ایک رہنما [illegible] احمد دحلان [illegible] ہوئی [illegible] جب کہ عالم اسلام کے گوشے گوشے میں امت اسلامیہ کی بیداری [illegible] اسلامی تحریک شباب پر تھی۔

اس جمعیت کے اغراض و مقاصد میں اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت، دینی تعلیم و تربیت کے معیار کو بلند کرنا اور دین حنیف کی تعلیمات کی روشنی میں حیات انسانی کو معراج کمال تک پہونچانا شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کیلئے جمعیت جو وسائل و ذرائع اختیار کرتی ہے ان میں اسلام کی دعوت و تبلیغ اور مساجد و مدارس نیز نظام تربیت کی تعمیر اہم ترین مقام کے حامل ہیں۔

اس جمعیت کی کچھ مستقل سما تنظیمیں بھی ہیں۔ مثلاً العائشیۃ المحمدیہ (شعبہ نسواں) الناشئۃ العائشیہ (نوخیز دوشیزان محمدیہ) شبان المحمدیہ (نوجوانان محمدیہ) اتحاد طلبۃ جامعات المحمدیہ (یونین طالبان جامعات محمدیہ) اتحاد طلبۃ المحمدیہ (یونین طلبہ محمدیہ) اتحاد خبراء و علماء المحمدیہ (یونین علمائے محمدیہ) اتحاد عمال المحمدیہ (محمدیہ مزدور یونین) اتحاد زراع مسلمی انڈونیشیا (انڈونیشیا مسلم زراعت پیشہ یونین) اتحاد بحاری و صیادی المحمدیہ (یونین بحریہ و سیر و شکار محمدیہ) اتحاد تجار المحمدیہ (یونین تاجران محمدیہ) لجنۃ البحوث لبحث حرکات الادیان والمعتقدات (تحریکات مذاہب و عقائد پر بحث و تحقیق کی اکیڈمی)۔

اس جمعیت کی بے شمار شاخیں ہیں جو انڈونیشیا کے تمام گوشوں میں زندگی کے ہر میدان میں اپنی عظیم الشان خدمات انجام دے رہی ہیں۔

خطرناک چیلنج

انڈونیشیا کے اندر اسلام اور مسلمان ان دنوں جن حالات سے دوچار ہیں ان میں سب سے زیادہ خطرناک عیسائیت ساز تحریکات کے حملے ہیں، جو اسلام کے خلاف نہایت ہولناک انداز میں کئے جا رہے ہیں۔

انڈونیشی گرجا گھروں کی مجلس کے اعداد و شمار کے مطابق انڈونیشیا میں دس ہزار سے زیادہ پروٹسٹنٹ گرجے، تقریباً چار ہزار پروٹسٹنٹ پادری اور نو ہزار کے لگ بھگ ایسے افراد ہیں جو نصرانیت کی تبلیغ و اشاعت کیلئے وقف ہیں۔ جبکہ دوسری طرف آٹھ ہزار کیتھولک گرجے، تین ہزار پادری اور تقریباً چھ ہزار نصرانیت کے پرچارک موجود ہیں۔

انڈونیشیا سے صادر ہونے والے مجلہ "تبلت" کا بیان ہے کہ سنہ ۱۹۷۰ء میں کیتھولک جمعیت

نے تقریباً چار کروڑ گینتوں کی غذائیں اور دوائیں تقسیم کیں، یہ تقسیم انڈونیشی گرجا گھروں کے نمائندوں کی انجمن کیساتھ بطور تعاون کے عمل میں آئی۔ اسی طرح پروٹسٹنٹ عیسائیت ساز مبلغین کے مجلہ، جو سویبرہ سے نکلتا ہے، کے مطابق انڈونیشیا میں عیسائیت سازی کے اوپر تقریباً ایک ارب ستر کروڑ ڈالر سالانہ خرچ کئے جاتے ہیں۔ جبکہ چالیس کروڑ ڈالر اس کے علاوہ دیگر انتظامی امور اور ذرائع ابلاغ پر صرف ہو رہے ہیں۔

انڈونیشیا کے اندر ان اداروں کی بھی ایک طویل فہرست ہے جو عیسائیت کی تنظیم کے لئے شب و روز کوشاں ہیں، مثلاً امداد و تعاون کے بعض کیتھولک ادارے جو بالخصوص جاکرتہ اور کالیمنتان کے شہروں میں یتیموں اور فقیروں کے لئے کام کر رہے ہیں، یا کلیسا کے عالمی ادارے جو نصرانیت کی تبلیغ و اشاعت ایک لاکھ افراد کو غذائی امداد بہم پہونچا کر انجام دے رہے ہیں۔ یہ سماطرہ اور سولاویسی کے اندر پندرہ دیہی منصوبوں کو بھی چلا رہے ہیں۔ مغربی جزیرہ ایریان کے اندر کچھ کارکن تنظیمیں ایسی بھی ہیں جن کی ملکیت میں سات ہزار ایکڑ اراضی اور آٹھ طیارے ہیں۔ علاوہ ازیں نقل و حرکت کے لئے ان کے پاس لاسلکی مواصلات، فضائی ہوائی اڈے اور بری ریلوے اسٹیشن بھی ہیں۔

تعلیمی میدان میں بھی نصرانیت سرگرم عمل ہے، چنانچہ تنظیم "مونتفورٹ فاذر" نصرانی نظام تعلیم کے کچھ ایسے مدارس چلا رہی ہے جن میں چار ہزار سے زائد طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں؛ اور ان مدارس میں بعض امریکی راہب، کچھ یورپین پادری اور ماہرین تعلیمات کام کر رہے ہیں۔ جب کہ علاج و معالجہ اور یتیموں اور غریبوں کی کفالت و پرورش کا بندوبست الگ ہے، اسی طرح ان کے یہاں سے دسیوں ماہنامے اور سالنامے نکل رہے ہیں جن میں سب سے خطرناک رسالے "کومبارس" اور "ستیاز ہارایان" ہیں ایسے ہی جاکرتا، میدان، سورہ، بابیہ، مکاسار، باندونگ اور شمالی سماطرہ وغیرہ کے شہروں میں مولفات و مطبوعات کی طبع و اشاعت اور تقسیم کے مراکز بھی ہیں۔ اس ضمن میں ان کی مشہور قرار داد وہ اعلان ہے جو عیسائیت کے مبلغین نے مشرقی جاوا کے شہر ملانگ میں منعقدہ کانفرنس کے اندر کیا۔ اس اعلان کے مطابق جزیرہ جاوا کے سارے مسلمانوں کو بیس سال کے اندر اندر عیسائی بنا دینا ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔ بلکہ ان کی اپنی پالیسی کے مطابق آئندہ پچاس سالوں کے اندر پورے انڈونیشیا کو عیسائیت کے زیر سایہ لانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔